نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد ابراہیم فانی

مناسکِ حج کمال عبدیت اور عشق ومحبت کے مظہر

آج کل ایام حج شروع ہونے والے ہیں' حجاج کرام اور زائرین حرم کی ایک بہت بڑی تعداد حسب معمول اور حسب سابق حجاز مقدس پہنچ چکی ہے' سعادت منداور خوش نصیب ہیں وہ حجاج کرام اور زائرین جن کواللہ تعالیٰ نے اپنے گھر اور بہت عمیق کا بلاوا نصیب فرمایا۔

معجم طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز بیت اللہ کے گرد ۱۲۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ساٹھ رحمتیں کعبہ کا طواف کرنے والوں کے لئے۔ چالیس اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور بیس رحمتیں کعبہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔ اس طرح امام بخاری نے بروایت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے اس کے کانٹوں کو بھی نہیں کاٹا جائے گا اور نہ اس کے جانوروں کو بھگایا جائے گا اور نہ اعلان کرنے والوں کے علاوہ کوئی شخص اس کی گری ہوئی چیز کو اٹھائے گا۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ بیت اللہ کا ستون ہے جو شخص حج عمرہ یا زیارت کے قصد وارادہ سے اس گھر کے لئے روانہ ہوا تو حق تعالیٰ شانہ اس بات کا ضامن ہے کہ اگر وہ اس دوران فوت ہوا تو اس کو جنت میں داخل کردے۔ اور اگر اس کو گھر واپس لوٹائے تو اجر وغنیمت کے ساتھ لوٹائے۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر مالی استطاعت سے نوازا ہے تو ان پر اسلام کے اس اہم رکن کی ادائیگی فرض کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا.

اور بیت اللہ شریف کا حج لوگوں پر اللہ کا حق ہے۔ جو اس کے راستہ کی استطاعت رکھتا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ استطاعت کے باوجود اگر کوئی شخص فریضہ حج ادا نہ کرے تو اس شخص کے بارے میں بہت سخت وعیدیں احادیث میں مذکور ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زادراہ اور سواری کا مالک ہو جس کے ذریعہ وہ بیت اللہ تک پہنچ سکے اس کے باوجود وہ حج ادا نہ کرے تو اس کا افسوس نہیں خواہ وہ شخص یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔ حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس بندہ کا جسم تندرست ہو اور مالی لحاظ سے بھی خوشحال ہو اور وہ پانچ سال تک میرے پاس نہ آئے وہ ضرور محروم ہے۔

یہ چند روایات تو اس اہم رکن کی فضیلت میں ذکر ہے' اس کے علاوہ حج بیت اللہ یہ کمال عبدیت کا مظہر ہے اس میں تمام حرکات وسکنات مسلمان کی اس عبدیت اور اطاعت گزاری پر دلالت کرتی ہیں اس لئے کہ بندوں کا اپنے خالق حقیقی سے مختلف زاویوں سے تعلق ہے ان میں سے ایک تعلق عشق ومحبت کا ہے کیونکہ وہ ہمارا مربی ہے' محسن اور منعم ہے' جمال و

کمال کے جتنے بھی اوصاف ہیں وہ آپ کیساتھ خاص ہیں اور وہ ان سب کیساتھ متصف ہے' ادھر ہر آدمی کے دل میں فطری طور پر اپنے منعم اپنے محسن اور صاحب جمال وکمال سے عشق ومحبت کا مادہ موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی تعلق کا مظہر ہے کہ زائر اپنے عزیز واقارب اہل وعیال بیوی بچوں اور گھر بار کو چھوڑ کر اور ان تمام تعلقات سے منہ موڑ کر کوچہ یار کی طرف جاتا ہے اور جنگلوں اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتا ہے۔

ماو مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق　　　او بصحرا رفت ومادر کوچہ ہا رسوا شدیم

یہ ساری وحشت اور اشتیاق کیوں ہے؟ یہ اضطراب اور بے چینی آخر کیوں مسلط ہوئی؟ اسلئے کہ محبوب کے در پر عشاق کے اجتماع کا ایک وقت مقرر ہے وہ قریب آ گیا ہے' جب عشق کے طفیل یہ مبارک سفر ہے تو راستہ کی سب صعوبتیں اور مشقتیں اسی ذوق اور جذبہ کے ماتحت ہونا ضروری ہیں اسکے بعد احرام میں اسی عاشقانہ رنگ کا پورا مظہر ہے۔ نہ سر پر ٹوپی نہ بدن پر کرتے فقیرانہ صورت نہ خوشبو نہ زینت ایک مجنونانہ ہیئت جو کہ کرب وبے چینی کے کمال کو ظاہر کرتی ہے اب جب یہی عاشق زار کوچہ یار میں داخل ہوتا ہے تو اس حال میں کہ سر پر بال بکھرے ہوئے ہیں' لباس میں مجنونانہ ہیئت صرف دو کپڑے میلے کچیلے حال میں یہ اس بات کا اظہار ہے کہ مجھے اپنے آپ کی خبر نہیں۔ اس کو حضورؐ نے فرمایا کہ الحاج الشعث التفل ۔ حاجی بکھرے بالوں والا اور میلا کچیلا ہوتا ہے۔ اور یہی دیوانہ پن اللہ جل شانہ کو اتنی محبوب ہے کہ وہ تفاخر کے طور پر فرشتوں سے ظاہر فرماتے ہیں: انظروا الی زوار بیتی قد جاؤ نی شعثاً غبرا میرے گھر کے عشاق اور مشتاقوں کو دیکھو کہ میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور گرد وغبار کی حالت میں آئے ہیں' پھر اسی حال میں حاجی صاحب مستانہ وار لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک میں حاضر ہوں اے اللہ میں بار بار حاضر ہوں تیری عبادت پر قائم ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں کا نعرہ لگاتا ہوا روتا اور چلاتا ہوا نالہ وفریاد کرتا ہوا پہنچتا ہے اس کی طرف حضورﷺ کا ارشاد ہے الحج العج والثج یعنی حج خوب چلانے یعنی تلبیہ کو آواز بلند پڑھنے اور قربانی سے خون کے بہانے کا نام ہے۔ پھر جب حاجی محبوب کے گھر کو پہنچتا ہے اور وہاں جو حرکتیں کرتا ہے وہ کسی ضابطہ اور آئین کی پابند نہیں۔ کہیں محبوب کے گھر کا چکر کاٹتا ہے' اس کے در ودیوار اور چوکھٹ کو بوسہ دیتا ہے' آنکھیں ملتا ہے' پیشانی اور سر رگڑتا ہے' طواف کی ابتداء حجر اسود کے بوسے سے کرتا ہے' جس کو حدیث پاک میں اللہ جل شانہ کے دست مبارک سے تعبیر کیا ہے اور اس کا بوسہ گویا دست بوسی وغیرہ عشق کے لوازمات میں سے ہیں۔ مثلاً شاعر کہتا ہے کہ

امر علی الدیار دیار لیلی　　　اقبل ذالجدار وذالجدار

یعنی میں اپنے محبوب لیلی کے شہر میں پہنچتا ہوں کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو۔

حضور اقدسﷺ نے حجر اسود پر اپنے لب مبارک رکھے اور بہت دیر تک رُکے رہے۔ اور آنسو جاری تھے' اس کے بعد حضورؐ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ بھی کھڑے رو رہے ہیں' حضورؐ نے فرمایا یہی جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں' پھر

بیت اللہ شریف کے پردہ سے لپٹنا چمٹنا بھی اسی عاشقانہ شان کا ایک خاص منظر ہے کہ محبوب کے دامن سے چمٹنا بھی عشق کے مظاہر ہیں۔ اے ناتوانِ عشق تجھے حسن کی قسم دامن کو یوں پکڑ کر چھڑایا نہ جاسکے

الغرض ملتزم کے پاس دعائیں مانگنا صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا میدان عرفات میں وقوف منی اور مزدلفہ میں قیام کرنا' منیٰ میں شیاطین کو پتھر مارنا یہ تمام اس جنون ووحشت کے مظاہر ہیں جو عشاق کو پیش آتے ہیں۔ آخر میں قربانی کا مرحلہ پیش آتا ہے یہ تو حقیقتاً جان کی قربانی ہے لیکن اللہ جل شانہ نے اپنی عنایت رحمت سے اس کو جانور کی یعنی مال کی قربانی سے بدل دیا اور یہی عشق کا منتھا اور آخری معراج ہے۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار میں عمر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

کیا عجیب منظر ہوتا ہے کہ مختلف مقامات مختلف رنگ ونسل مختلف زبانوں اور مختلف تہذیبوں کے مسلمان ایک ہی لباس میں بلا کسی امتیاز کے اللہ کے گھر کے طواف میں تلبیہ کہتے ہوئے مشغول ہوتے ہیں۔ کبھی اِس مکان سے گزرتے ہیں کبھی اُس مکان سے گزرتے ہیں' کہیں قیام' کہیں وقوف' کہیں دعا۔

کبھی اس مکان سے گزر گیا کبھی اس مکاں سے گزر گیا تری آستاں کی تلاش میں تیری آستاں سے گزر گیا
کبھی ترے در کبھی دربدر کبھی عرش پر کبھی فرش پر غمِ عاشقی ترا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

وطن عزیز کی مخدوش اور تشویشناک صورتحال

وطن عزیز آج کل حوادث ونوازل کی صرصر وسموم کی زد میں ہے اور مصائب وآلام نے چاروں طرف سے اس کو گھیر رکھا ہے۔ دہشت گردی' لاقانونیت اور مہنگائی کے دیو استبداد نے ملک کے چپہ چپہ کو اپنی گرفت میں لیا ہے۔ ہر شخص پر خوف اور دہشت طاری ہے۔ بازاروں' شہروں' پبلک مقامات حتیٰ کہ سکولوں اور دیگر سرکاری دفاتر کی رونقیں ماند پڑ گئیں ہیں۔ ایک بے یقینی کی کیفیت ہے جس نے تمام اسلامیان پاکستان کو نفسیاتی مرض میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دوسری طرف عالمی دہشت گرد امریکہ کے بارے میں پاکستان کے حوالے جو خبریں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں آرہی ہیں وہ بھی بہت مہیب ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دشمنان اسلام نے وطن عزیز کو مشترکہ طور پر اپنی ریشہ دوانیوں کا مرکز بتایا ہے تاکہ خدانخواستہ اس ملک کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ جبکہ ہمارے حکمرانوں کی نااہلی اور ملکی مخدوش صورتحال سے بے خبری نے ہمارے تشویش میں مزید اضافہ کیا ہے۔ ایسی خطرناک صورتحال کے موقع پر ارباب اختیار کیلئے ضروری تھا کہ وہ اپنی توانائیاں وطن کی حفاظت اور اس کے استحکام کیلئے صرف کرتے۔ انکا سارا زور لایعنی امور کی طرف مرکوز ہے' جس پر عقل سرپیٹتی ہے اور ان کی عقل وخرد کو ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ عوام بیچارے پریشان ہیں کہ ہم کیا کریں' کس طرف جائیں وہ صرف ایسی حالات میں دعا ہی کر سکتے ہیں۔

کس طرف جاؤں کدھر دیکھوں کسے آواز دوں اے ہجومِ نامرادی جی بہت گھبرائے ہے